ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-15

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

عمران خان
پی ایچ ڈی اسکالر یونیورسٹی آف سرگودھا۔
پروفیسر ڈاکٹر غلام عباس گوندل
ڈین فیکلٹی آف آرٹس اینڈ ہیومینٹیز، یونیورسٹی آف سرگودھا۔

احمد جاوید کے افسانوں کا علامتی نظام

Imran Khan*
PhD Scholar, University of Sargodha.
Prof. Dr. Ghulam Abbas Gondal
Dean Faculty of Arts and Humanities, University of Sargodha.
***Corresponding Author:**

Ahmad Javed's Symbolic Strategies in Short Stories

In the early era of Urdu short story the trend of realism, romanticism and exemplification remained dominant but besides that symbolic short stories have also been written every now and then. In 1960, symbolism appeared as a clear and flourished trend Ahmad Javed is also counted among symbolist short story writers. He expressed the political, social and economic problems of his time through symbolic style and technique. The effects on humans resulted by political suppression of martial law were only be expressed through symbolism. In this article, the symbolic implication of Ahmad Javed will be discussed.

Key Words: *Ahmad Javed, Symbolic Short Story, Symbolic character, Metamorphosis, Primary and Subordinate Symbol.*

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-15
ماخذ تحقیقی مجلہ

۶۰ء کی دہائی کے بعد اردو میں علامتی افسانے کے چلن کے ساتھ انتظار حسین، رشید امجد، منشایاد، احمد ہمیش اور احمد جاوید جیسے افسانہ نگار علامتی افسانے کی پہچان بنے۔ ان کے متوازی کئی نومشق افسانہ نگاروں نے ناپختہ تحریروں کے ذریعے علامتی افسانے کو بوجھل اور ذہنی مشقت کا سامان بنادیا۔ علامتی افسانہ اپنی اساس میں حقیقت پسند یا بیانیہ افسانے سے کلی طور پر مختلف ہے۔ روایتی قاری کو علامتی افسانہ کی قرات کا تجربہ تھا، نہ تربیت اس لیے دل چسپی بھی کم تھی۔ علامتی افسانے کی قرات توجہ، ذہانت اور علمی استعداد کا تقاضا کرتی ہے۔ علامتی افسانہ جب ستر کی دہائی میں داخل ہوا تو اس کے اسلوب اور تکنیک میں نفاست، شائستگی اور اظہار میں بھی پختگی آگئی تھی۔ قاری افسانے کے بدلتے مزاج اور علامتی دنیا سے آشنا ہو چکا تھا۔ وہ تلاشِ معنی اور فنی لطافت کی کشید کے قابل بھی ہو گیا تھا۔

ستر کی دہائی میں مقبولیت اور شہرت پانے والے افسانہ نگاروں میں احمد جاوید (یکم جون ۱۹۴۸ء، ۵ اپریل ۲۰۱۷ء) اپنے اسلوب، ہیت اور تکنیک کے اعتبار سے اپنا ایک الگ مقام رکھتا ہے۔ احمد جاوید نے ۱۹۶۶ء میں لکھنا شروع کیا ان کا پہلا افسانہ نومبر ۱۹۶۶ء میں "تیرے بغیر" ماہ نامہ "شمع" لاہور نے شائع کیا۔ پہلی علامتی کہانی "جب اس نے سنا" ۷۰۔۱۹۶۹ء میں پنجاب یونیورسٹی کے مجلے "محور" میں شائع ہوئی۔ (1) احمد جاوید کے چار افسانوی مجموعے شائع ہوئے۔

۱.	غیر علامتی کہانی	۱۹۸۳ء	۱۶افسانے
۲.	چڑیا گھر	۱۹۹۲ء	۱۲افسانے
۳.	گمشدہ شہر	۲۰۰۲ء	۱۴افسانے
۴.	رات کی رانی	۲۰۱۴ء	۱۲افسانے

ان کے افسانوں کے مجموعی مطالعہ سے جو حقیقت سامنے آتی ہے وہ یہ کہ ان کے ہاں سیاسی، سماجی، نفسیاتی اور معاشی مسائل کی پیش کش کے لیے اول تا آخر علامتی اسلوب قائم رہتا ہے۔ احمد جاوید کے علامتی نظام میں گہرے مشاہدے اور تفکر کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ روزمرہ زندگی اور اسکی حقیقتیں سطحِ آب پر ہوتی ہیں جبکہ علامت زیرِ سطح احمد جاوید اس تضاد کو اپنے فنی تصور سے حل کرتے ہیں۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-15

ماخذ تحقیقی مجلہ

احمد جاوید قاری کے قرب وجوار میں موجود اشیاء کو علامتی سطح پر استعمال کرتا ہے۔ قاری ان اشیاء اور جان داروں کے خواص اور نفسیات سے بھی بخوبی آگاہ ہوتا ہے۔ علامت اور تفکر کو اس قدر پیچیدہ گنجلک اور بوجھل نہیں بناتے کہ افسانہ معمابن کر رہ جائے اس کا بڑا فائدہ یہ ہے کہ وہ ابلاغ کے مسائل کا شکار نہیں ہوتے۔ ایک اور خصوصیت کہ وہ اپنی تکنیک میں کہانی کاری کی تردید نہیں کرتے بلکہ کسی نہ کسی شکل میں کہانی اپنے مکانی، زمانی، کرداری اور واقعاتی تناظرات کے ساتھ قائم رہتی ہے۔ انہی خصوصیات کی بنیاد پر کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے افسانہ نگاری میں اپنی انفرادیت کے ساتھ راہ روشن کی ہے۔ انہوں نے تاریخ، دیومالا اور اسطور کو بہت کم کامل علامت کے روپ میں پیش کیا اور بنی بنائی علامتوں پر انحصار کرنے کی بجائے اپنا علامتی نظام خود وضع کیا ان کے مجموعے "غیر علامتی کہانی" کے دو افسانے "کولہو کے بیل" اور "پیادے" ایسے ہیں جن میں اساطیری نشان موجود ہیں۔[۲] وہ افسانے جن میں کسی تہذیب، مذہب، اسطور یا دیومالا کو علامت کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ ان کی تفہیم صاحب علم قاری کے لیے قدر آسان ہوتی ہے۔ اجتماعی لاشعور کی وساطت سے وہ مماثلتوں کے رشتوں کی بازیافت کر کے نئ معنوی کائنات تک رسائی حاصل کرلیتا ہے اور اس علامت کے پس منظر سے آشنا ہو جاتا ہے۔ دقت ان افسانوں میں پیدا ہوتی ہے جن میں اجتماعی علامت کی بجائے نجی علامت کو استعمال کیا جاتا ہے۔ مگر احمد جاوید نجی یا ذاتی علامتوں کا استعمال نہایت احتیاط اور چابک دستی سے کرتے ہیں۔

علامتی اظہار میں وہ ذاتی تجربات کی بنیاد پر علامت تراشتے ہیں۔ جس کیفیت سے وہ خود گزر رہے ہوتے ہیں۔ اس کیفیت کے اظہار کے لیے علامتوں کا سہارا لیتے ہیں اور پڑھنے والے کو بھی یہ کیفیت محسوس کروادیتے ہیں۔ احمد جاوید کے ذاتی تجربات، اجتماعی تجربات سے مطابقت رکھنے کی وجہ سے علامتیں مبہم اور ناقابلِ فہم نہیں بنتیں "بھیڑے" میں بھیڑیے "بھیڑ بکری" میں بکریاں اور "چوہے" میں چوہے کی بنیادی علامتیں اس بات کی واضح مثالیں ہیں کہ اگر علامتی مفاہیم کو نظر انداز بھی کر دیا جائے تو بھی ظاہری مفہوم سے قاری محظوظ ہوتا ہے۔

عہد آمریت کے جبر نے انسان کے درون میں جو ڈر خوف اور اعصابی تناؤ پیدا کر دیا تھا اس کی عکاسی مختلف علامتوں کے ذریعے "غیر علامتی کہانی" میں کی گئی ہے۔ ڈاکٹر فوزیہ اسلم "غیر علامتی کہانی" کے افسانوں کے موضوعات کے بارے میں لکھتی ہیں۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-15
ماخذ تحقیقی مجلہ

"غیر علامتی کہانی" میں سولہ افسانے ہیں جن میں سے بیشتر ۱۹۷۷ء کے مارشل لاء کے بعد لکھے گئے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا تناظر اسی عہد پر پھیلا ہوا ہے اور آسانی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ مارشل لاء کے رد عمل میں تحریر ہوئے اور تقریباً سبھی افسانے کسی نہ کسی حد تک سیاسی دباؤ کے خلاف شدید احتجاج اور مزاحمت کا رویہ سامنے لاتے ہیں۔ (۳)

"چڑیا گھر" میں اس نے زیادہ تر اپنی علامتوں کا نظام جانوروں، پرندوں اور حشرات الارض کی مدد سے وضع کیا ہے۔ یہ تمام چرند پرند کہیں خلق خدا کا استحصال کرنے والے آمروں، جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کا روپ دھار لیتے ہیں تو کہیں معاشرے کی سماجی، اقتصادی اور اخلاقی بد حالی کی علامت بن جاتے ہیں۔ "گمشدہ شہر" سقوط ڈھاکہ کے المیے کے بعد لکھا گیا۔ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے المیے نے شناخت، عدم تشخص اور قومی نظریے کے سوال کو جنم دیا۔ متعدد افسانے داستانوی اسلوب کے حامل ہیں جن میں درباری زندگی، شہزادوں، بادشاہوں، وزیروں اور مشیروں کے کردار بھرپور معنویت کی حامل علامتیں ہیں۔ "رات کی رانی" احمد جاوید کا چوتھا مجموعہ ہے ان کے دیگر مجموعوں کی طرح اس مجموعے کے تمام افسانوں میں موضوعاتی یکسانیت پائی جاتی ہے۔ یہ یکسانیت عورت کے نفسیاتی مسائل اور جنسی جذبات کو موضوع بنانے کی وجہ سے در آئی ہے۔ اس مجموعے پر بیانیہ اسلوب کا رنگ زیادہ گہرا ہے البتہ ان کہانیوں کو پڑھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان میں کوئی راز کوئی بھید پوشیدہ ہے جو عمیق مطالعے کا متقاضی ہے۔

احمد جاوید کی کہانیوں میں بیانیہ افسانے جیسا پلاٹ یا روایتی کہانی پن نہیں پایا جاتا مگر اس کے باوجود بھی ان کے افسانے غیر مربوط، مبہم اور غیر منطقی محسوس نہیں ہوتے احمد جاوید نے اپنے بیشتر افسانوں کی بنیاد کسی خیال یا کیفیت پر رکھی ہے وہ اس خیال یا کیفیت کو ایک اکائی میں ڈھال دیتے ہیں۔ ضمنی علامتیں اس ایک خیال، کیفیت یا احساس کو اجاگر کرتی ہیں۔ علامتوں کے استعمال کے باوجود وہ خوشگوار افسانوی تاثر کو اپنے مخصوص اسلوب اور پیرائیہ اظہار کی بنیاد پر قائم رکھنے میں کامیاب نظر آتے ہیں۔ وہ افسانے کو روایتی انداز کے کسی قصے کے بغیر فنی و تکنیکی اعتبار سے اکائی بنا دیتے ہیں۔ اس ذیل میں "بیمار کی رات" "سانپ" "چڑیا" آکاس بیل" کا نام لیا جا سکتا ہے جن

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-15
ماخذ تحقیقی مجلہ

میں باقاعدہ پلاٹ یا کہانی کی منطقی ترتیب نہیں ہے مگر خارجی مناظر اور خیال واحساس کی منطقی ترتیب ان کہانیوں میں افسانویت کو قائم رکھتی ہے۔ فردوس انور قاضی اس سلسلے میں رقم طراز ہیں:

ان کے افسانوں میں پلاٹ یا کہانی کی منطقی ترتیب نہیں ہے۔ غیر مربوط خیالات یا خارجی مناظر افسانے میں اس طرح ابھرتے ہیں کہ افسانے کی تکمیل تک کسی نہ کسی بنیادی خیال کی مرتب حالت ضرور سامنے آتی ہے۔[۴]

احمد جاوید کے افسانوں میں مرکزی علامت کے ہم راہ متعدد ضمنی علامتیں اسی طرح موجود ہوتی ہیں جیسے بیانیہ افسانے میں مرکزی کردار کے ہم راہ ضمنی کردار موجود ہوتے ہیں۔ جب قاری مرکزی علامت کے معنوی دائرے دریافت کرتا ہے تو اس کی وساطت سے وہ دیگر علامتوں کی معنویت سے بھی آشنا ہوتا ہے کبھی یہ عمل معکوس ہوتا ہے یعنی قاری متعدد علامتوں کے جھرمٹ میں مرکزی علامت کو دریافت کرتا ہے۔ چند اقتباسات دیکھیے۔

"جس قدر زیادہ کتے ملکیت میں ہوں اسی قدر زیادہ بھیڑ بکریاں چرائی جاسکتی ہیں۔ بلکہ دنیا بھر کی بھیڑ بکریوں پر حکمرانی ممکن ہے۔"[۵]

"اب اندھیرا ہے، اندر بھی اور باہر بھی مگر مکھیوں کی بھنبھناہٹ اب بھی سنائی دیتی ہے شاید وہ ابھی تک غلاظت کے ڈھیر پر نچڑے ہوئے بدبودار لفظوں کے انبار پر بیٹھی ہیں۔[۶]

اختصار متن اختصار جملہ سے پیدا ہوتا ہے۔ علامت جملے سے بھی رمزیت کا مطالبہ کرتی ہے۔ احمد جاوید اس مطالبے پر پورا اترتے ہیں۔ رمزیت اور تکثیر معنی کے لیے وہ استفہامیہ لہجے، رموز و اوقاف، حذف الفاظ اور فقرات، علامت خط برائے وقفہ قرات سے بھی علامت کا کام لیتے ہیں۔

"وہ مکتب کی کتابوں میں لکھا ہے کہ آسماں پر پرندے اور زمین پر آدمی سب آزادی کے استعارے ہیں مگر کیا آدمی بھی پنجرے میں بند کیے جاسکتے ہیں۔"[۷]

"مجھے سپاہی کا ڈر تھا اور چور کا بھی ۔۔۔۔ چور کا اس لیے کہ چھت پر آہٹ تھی ۔۔۔۔ مگر سپاہی کا کس لیے؟[۸]

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-15
ماخذ تحقیقی مجلہ

احمد جاوید اپنی تخلیقات میں ایسے فنی وسائل کا بھی خوبصورت استعمال کرتے ہیں جن کا تعلق شاعری سے ہے جس افسانے میں نظم کا سا اختصار، جامعیت اور معنوی تہہ داری پیدا ہو جاتی ہے۔

احمد جاوید کے افسانوں میں قابلِ توجہ بات کردار نگاری ہے۔ معروضی حالات اور خارجی منظر نامے نے فرد سے اس کی پہچان چھین لی تو افسانے میں بھی کرداروں کی جگہ اس کی پرچھائیوں نے لے لی۔ علامتی افسانے نے خارج کی بجائے داخل کو اپنا موضوع بنایا۔ فرد کا درون جس طرح ٹوٹ پھوٹ اور انتشار کا شکار تھا اس کی تصویر کشی کسی مخصوص کردار سے ممکن نہ تھی۔ احمد جاوید کے افسانوں میں موجود کردار بھی اسی خصوصیت کے حامل ہیں۔ وہ اپنے کرداروں کو کوئی نام تفویض نہیں کرتے جس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ وہ انہیں ابھرے اور ٹائپ بنانے کی بجائے علامتی معنویت کے حامل کردار بنانا چاہتے تھے۔ ان کے ہاں بے چہرہ کرداروں کی فروانی ہے۔ جو ہجوم میں گھر کر اپنی شناخت گم کر بیٹھے ہیں جنھیں اپنا نام اور گھر کا پتہ یاد نہیں ہے:

> مگر اجنبی گلیوں میں ہاتھ کو ہاتھ ہی تو سجائی دیتا تھا / جب گھر کا راستہ ہوا تو نفسا نفسی کے اس عالم میں، میں نے صدائیں لگائیں اور ٹھوکریں کھائیں کہ ہر لب پہ بس ایک ہی جواب دھرا تھا نہیں ہم تجھے نہیں جانتے۔ (۹)

غیر علامتی کہانی کے بیشتر کردار انجانے خوف میں مبتلا ہیں۔ فیصلہ نہ کر سکنے کی صلاحیت سے محروم بے یقینی اور بے اعتمادی جیسی نفسیاتی الجھنوں کا شکار۔ "چڑیا گھر" کے کرداروں میں یہ خاصیت موجود ہے کہ احمد جاوید ان سے کوئی غیر فطری، غیر منطقی یا مافوق العقل فعل سر انجام نہیں دلاتے۔ تمام جانور اور پرندے اپنے فطری افعال کے ساتھ افسانوں میں جلوہ گر ہیں۔ چوہے پنیر کی تلاش میں یا ریشم کترتے ہوئے، چھپکلی پتنگے کھاتی ہوئی، بھیڑ بکریاں گھاس چرتی ہوئیں، گوشت خور بھیڑیے، معصوم چڑیا، بلی، کوے، کبوتر، کتا سب اپنے اپنے فطری افعال میں مگن ہیں۔ اصل چیز جو ان کو علامتی کردار بناتی ہے وہ احمد جاوید کا اسلوب، تکنیک اور ہیئت ہے۔ ان کرداروں کے فطری افعال کا بیان افسانے میں تہہ داری اور رمزیت پیدا کرتا ہے۔ احمد جاوید کے زیادہ تر کردار واحد متکلم حاضر اور واحد متکلم غائب کی صورت میں ظاہر ہوئے ہیں جو اصل وجود یا حقیقت کا علامتی پیکر ہیں۔

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-15

جون کی تبدیلی، تبدیلی قالب یا کایا کلپ داستانوی ادب میں اس موضوع کے ذریعے انسان کے وقتی زوال کے اسباب و محرکات کی کہانی سنائی جاتی تھی۔ داستانوں کا ہیرو کسی بزرگ کی دعا، کسی چالاکی، طلبِ صادق یا صادق توبہ کی بدولت جلد اپنی اصل جون میں واپس آجاتا تھا۔ مگر جدید افسانے میں انسان کو پھر اپنی اصل جون میں واپس آنا نصیب نہیں ہوتا جیسے "کافکا کی کہانی"، "کایا کلپ"، "انتظار حسین کی"، "آخری آدمی" اور "کایا کلپ" احمد جاوید کے افسانے "گدھ" اور "بھیڑیے" میں بھی انسان کے انسانیت کی سطح سے گر جانے کی کہانی سنائی گئی ہے۔ جو ہمارے معاشرے کی مستقل باطنی کیفیت بن چکی ہے۔

"بھیڑیے" اور "گدھ" افسانے کے کردار ایک اجنبی جسم میں مقید ہو جاتے ہیں جنہیں اپنی اصل جون میں آنا نصیب نہیں ہوتا۔ انسانوں کی بستی میں ہر طرف گدھ منڈلا رہے ہیں اور بھیڑیے اپنے لالچ کی بھوک مٹانے کے لیے دھاک لگا کر بیٹھے ہیں پورا معاشرہ بھیڑیوں اور گدھوں کا روپ دھار چکا ہے۔ اس ساری صورت حال کو احمد جاوید ایک علامتی پیکر میں ڈھال دیتے ہیں جو صنعتی معاشرے کی پیدا کردہ بے حسی، اخلاقی اور روحانی زوال کی علامت بن جاتا ہے۔

حوالہ جات

۱. احمد جاوید: "چڑیا گھر" کندھارا بکس، راولپنڈی، ۱۹۹۶ء، ص ۱۱
۲. ڈاکٹر قاضی عابد: "اردو افسانہ اور اساطیر"، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۲۴۵
۳. ڈاکٹر فوزیہ اسلم: (مضمون) "غیر علامتی کہانی میں علامتی کہانیاں" مشمولہ "دریافت" (سالنامہ) نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگو یجز، اسلام آباد، شمارہ ۱۴، ص ۱۹۸
۴. ڈاکٹر فردوس انور قاضی: "اردو افسانہ نگاری کے رجحانات" مکتبہ عالیہ، لاہور، ۱۹۹۰ء ص ۵۷۸
۵. احمد جاوید: "چڑیا گھر" کندھارا بکس، راولپنڈی، ۱۹۹۶ء، ص ۴۲
۶. احمد جاوید: "غیر علامتی کہانی" خالدین پوسٹ بکس ۱۱۹۷، لاہور، ۱۹۸۳ء، ص ۴۱
۷. احمد جاوید: "چڑیا گھر" کندھارا بکس، راولپنڈی، ۱۹۹۶ء، ص ۵۴
۸. احمد جاوید: "مجموعہ افسانے" پورب اکادمی، اسلام آباد، ۲۰۱۴ء، ص ۲۵۱
۹. احمد جاوید: "مجموعہ افسانے" پورب اکادمی، اسلام آباد، ۲۰۱۴ء، ص ۳۸۱